

جدید مالیاتی سسٹم اور فقہ اسلامی

اسٹاک ایکسچینج پر اہل علم کی تحقیق

ذیل میں ہم جدید مالیاتی نظام کا ایک اہم شعبہ ”اسٹاک ایکسچینج“ کے موضوع پر فاضل علماء کی تحقیق کا ایک حصہ پیش کرنا چاہتے ہیں ”المباحث الاسلامیہ“ کی یہ کوشش ہوگی کہ اہل علم کی تحقیق افادہ عام کے لئے سامنے آ سکے۔

مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کی تحقیق:-

اسٹاک ایکسچینج ایک پرائیویٹ ادارہ ہوتا ہے جو حکومت کی اجازت و سرپرستی کے ساتھ کمپنیوں کے شیئرز کی خرید و فروخت کا کام کرتا ہے لیکن اسٹاک ایکسچینج اپنی کمپنیوں کے شیئرز کا کاروبار کرتا ہے جو قابل اعتماد ہوں اور کچھ نہ کچھ ساکھ رکھتی ہوں جن کمپنیوں کے شیئرز کی خرید و فروخت اسٹاک ایکسچینج میں ہوتی ہے ان کو (Listed Companies) کہتے ہیں ایسی کمپنیوں کے شیئرز کی خرید و فروخت اسٹاک ایکسچینج میں بھی ہو سکتی ہے۔ اور ”اور دی کاؤنٹر“ بھی ہو سکتی ہے۔ کسی کمپنی کا لسٹنگ کبھی اس کے وجود میں آ جانے کے بعد ہوتی ہے کبھی کمپنی منظور ہونے کے بعد اس کے کاروبار شروع ہونے سے پہلے کبھی شیئرز فلوٹ ہونے سے بھی پہلے کمپنی کی لسٹنگ ہو جاتی ہے اس کو عبوری لسٹنگ کہتے ہیں اس کا کاؤنٹر بھی الگ ہوتا ہے جن کمپنیوں کے شیئرز اسٹاک ایکسچینج نہیں لیتا ہے ان کو (Unlisted Companies) کہتے ہیں ان کے شیئرز کی خرید و فروخت اور دی کاؤنٹر ہی ہو سکتی ہے اسٹاک ایکسچینج میں نہیں ہو سکتی۔

ممبر شپ:-

اسٹاک ایکسچینج میں ہر شخص شیئرز کی خرید و فروخت کا کام نہیں کر سکتا اس کے لئے ممبر ہونا ضروری ہے ممبر شپ کی فیس بھی ہوتی ہے ممبر ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اسٹاک ایکسچینج میں شیئرز کا کاروبار بہت وسیع، نازک اور فنی نوعیت کا ہوتا ہے وہاں مخصوص اصطلاحات ہوتی ہے۔ ایک نیا نا تجربہ کار شخص کاروبار میں غلطی بھی کر سکتا ہے اور ادارہ وہاں ہونے والے تمام معاملات میں ادائیگیوں کا ذمہ دار ہوتا ہے لہذا ادارہ ہر شخص کو خرید و فروخت کی اجازت دے کر اس کے معاملات کا ذمہ دار نہیں بننا چاہتا اس لئے ممبر ہونا ضروری قرار دے دیا گیا ہے۔ اسٹاک ایکسچینج میں دلالی:-

اسٹاک ایکسچینج کے ممبر اپنے لئے بھی شیئرز خریدتے ہیں اور بحیثیت دلال کمیشن لے کر دوسروں کے لئے بھی خریدتے ہیں۔ غیر ممبر کو شیئرز خریدنے ہوں تو وہ کسی دلال کے واسطے سے خریدتا ہے۔ شیئرز خریدنے کے لئے دلال کو آرڈر دینے کی تین صورتیں ہیں۔

1: مارکیٹ آرڈر:- (Markeet Order)

یعنی ایسا آرڈر جس میں دلال نے یہ کہہ دیا گیا ہو کہ مارکیٹ میں جو ریٹ ہو اس پر فلاں کمپنی کے شیئرز خریدے جائیں۔

2: لمیٹڈ آرڈر۔ (Limited Order)

یعنی ایک قیمت مقرر کر کے آرڈر دیا جائے کہ اگر قیمت پر شیئرز مل جائیں تو لے لے جائیں اس سے زیادہ قیمت پر نہ خرید لے جائیں۔

3: سٹاپ آرڈر۔ (Stop Order)

یعنی شیئرز کا مالک اپنے شیئرز کی بیچ کا شرط آرڈر دیتا ہے کہ اگر اس کی قیمت بحال رہے یا بڑھتی رہے تو شیئرز نہ بیچنا اور اگر قیمت گرنے لگے تو بیچ دینا۔ (اسلام اور جدید معیشت و تجارت و اضافہ از ادارہ: صفحہ ۷۰، ۷۱)

مولانا محمد تقی آمینی کی تحقیق:-

مولانا محمد تقی آمینی صاحب اپنے کتاب اسلام اور جدید دور کے مسائل میں اس طرح وضاحت فرماتے ہیں کہ اسٹاک ایکسچینج پر خرید و فروخت درج ذیل وجوہات کے بناء پر ناجائز ہے۔

۱: کمپنی کے ڈائریکٹر و منیجر حصہ داروں کے آئین اور ان کے مفاد کے محافظ ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ بھی دھوکہ دے کر حصہ داروں سے ناجائز فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

ب: کمپنی کے اندرونی حالت سے جن کو زیادہ واقفیت ہوتی ہے وہ فرضی طور پر خرید کر کے یا احتکار و تحلل کے ذریعے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرتے ہیں جس سے دوسرے حصہ داروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

ج: حصص کی منتقلی میں چونکہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد شریک ہوتی ہے اس بناء پر حق تلفی، دھوکہ دہی اور ناجائز استحصال وغیرہ کو کاروباری حلقہ میں برائیں سمجھا جاتا۔

د: حصص کی انتقال پذیری کی توقع (بالواسطہ) مستقبل کے تخمینہ کار و بار کو فروغ دیتی اور تمسک کے صرافوں کو جنم دیتی ہے جن کے اثرات نہایت دور رس اور ہمہ گیر ہوتے ہیں۔

ر: حصص پر نفع کی مذکورہ تقسیم بعض صورتوں میں جہالت پیدا کرتی اور بعض میں حق تلفی کا باعث بنتی ہے جیسا کہ ترجیحی کی بعض شکلوں میں ہوتا ہے۔

س: بار بار حصص کی منتقلی سے اخلاقی حس کو ٹھیس پہنچتی ہے اور اجتماعی مفاد مجروح ہوتا ہے۔

ص: تمسکات کے مالک صرف نفع میں شریک ہوتے ہیں ”سود“ کے مستحق ہوتے ہیں نقصان سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ط: تمسکات کی خرید و فروخت کرنے والے ہر وقت ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کی کوشش میں رہتے ہیں اور ان کی قمار بازی میں بہت کچھ غیر پیداواری محنت صرف کرتے ہیں جس کو ماہرین معاشیات نے چوری کرنے اور بھیک مانگنے والوں کی محنت سے تشبیہ دی ہے۔

ع: یہ کاروبار چند چالاک و چالباہر قسم کے دلالوں میں محدود ہو گیا ہے جس کمیشن حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے غلط شہرت جائز و ناجائز

سے دریغ نہیں کرتے سناک ایک پیچ کی مذکورہ چار صورتوں کو نہ سٹہ بازی سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے اور نہ بعض صورتوں میں خرابی کی کمی و بیشی سے ان کے جواز کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

سوالنامہ میں مذکورہ چار صورتیں ناجائز ہیں:-

مزید وضاحت کے لئے چاروں کی تفصیل یہ ہے پہلی، دوسری صورت میں حصص کی منتقلی و اخلاقیات کے مجروح ہونے کی عام خرابیاں پائی جاتی ہے، تیسری صورت ایک خاص قسم کی جہالت بھی پائی جاتی ہے وہ یہ کہ مطلوبہ قسط کی ادائیگی اور فروخت سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہدہ کی تکمیل ہوگئی اور واپسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاہدہ کی تکمیل نہیں ہوئی پھر یہ پتہ نہیں چلتا کہ معاہدہ کی تکمیل کے لئے صرف درخواست اور مطلوبہ قسط کی ادائیگی کافی ہے۔ یا اس کے بعد میٹنگ اور فیصلہ بھی ضروری ہے اگر درخواست اور مطلوبہ قسط کی ادائیگی سے معاہدہ کی تکمیل ہوگئی ہے تو اس کا توڑ نامحض اضافہ قیمت میں کمی کی وجہ سے ناجائز ہے اور اگر معاہدہ کی تکمیل نہیں ہوئی ہے تو قیمت چڑھتے ہی فروخت کرنا ناجائز نہیں ہے اسی طرح تکمیل معاہدہ کے بغیر مطلوبہ قسط پر نفع کمانا ناجائز نہیں اور تکمیل معاہدہ کے بعد قسط کی واپسی درست نہیں (غالباً سوالنامہ میں خاص صورتوں کا لحاظ کیا گیا ہے ورنہ تمام صورتوں میں قسط کی واپسی نہیں ہوتی ہے) چوتھی صورت میں زید اکثر ڈائریکٹر، مینیجر اور کوئی ماہر شخص ہوتا ہے جو کاروبار کی اندرونی حالت سے واقفیت کی بناء پر اپنے دلائل سے خریدنے کے لئے کہتا ہے اگر ایسی بات ہے تو بددیانتی اور دوسروں کی حق تلفی لازم آتی ہے۔ پھر اس صورت میں دلال کی حیثیت اور اس کے اختیارات واضح نہیں جس سے جہالت پیدا ہوتی ہے چنانچہ زید نے دلال سے قرض کی ادائیگی کو مزید 15 یوم تک ملتوی کرنے کے لئے کہا تھا جب اس نے ”بنک“ سے سودی قرض لے کر ادائیگی کر دی اگر دلال کے اس تصرف کو جائز تسلیم کیا جائے تو ایک معاملہ میں دو معاملہ کرنا لازم آجائے گا جیسا کہ بعد کی ہدایت سے ظاہر ہوتا ہے اور اگر اس تصرف کو ناجائز تسلیم کیا جائے تو فروخت کی صورت میں ایک ایسی شئی پر نفع کمانا لازم آئے گا جو اپنے قبضہ اور ضمان میں نہیں ہے سود کا معاملہ ان سب کے ماسوا ہے۔ غرض چند در چند پیچیدگیوں اور خرابیوں کی وجہ سے خرید و فروخت کی مذکورہ شکلوں کی اسلامی معاملات و مبادلات میں گنجائش نہیں ہے۔

ناجائز ہونے میں اخلاقی و روحانی نقصان کو مدار بنایا گیا ہے:-

شراب اور جوئے کی طرح سٹہ بازی اور حصص کی خرید و فروخت میں بھی کچھ فوائد بیان کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے اسلام میں گنجائش نکالنے کی کوشش ہوتی ہے مثلاً

۱: ماہر سٹہ بازوں کی موجودگی سے مارکیٹ میں مقابلہ کی صورت قائم رہتی ہے جس سے ہوشیار خریدار (مارکیٹ کا بھڑکم رکھ کر اور کم قیمت پر مال خرید کر) ناواقف بیچنے والوں کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

۲: سٹہ بازی کی قیمتوں سے تعداد میں مدد ملتی ہے کیونکہ حاضر بازار کی قیمتیں وعدہ بازار کی قیمتوں سے متاثر ہوتی ہے۔

۳: سٹہ باز قوی خدمت انجام دیتے ہیں کیونکہ وہ صحیح طور پر بازار کا اندازہ لگاتے اور بھڑکے اتار چڑھاؤ میں تناسب قائم رکھتے ہیں لیکن

یہ فوائد مادی و جسمانی ہیں جب کہ جواز و عدم جواز کے بارے میں اخلاقی و روحانی فوائد نقصان کو مدار بنایا گیا ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے مادی فوائد کے مقابلہ میں مادی نقصان کا پلہ بھی بھاری ہے:-

پھر اسلام میں گنجائش کے لئے جن مادی فوائد کا ذکر کیا جاتا ہے ان کے مقابلے میں مادی نقصانات کم درجہ کے نہیں ہیں مثلاً،

1: سٹہ بازی کی وجہ سے بھاؤ کے اتار چڑھاؤ کے نقصانات ہر وقت کا فرما رہتے ہیں اور ایک ربحان کو غالب کرنے کے لئے ہر قسم کے صحیح و غلط طریقے استعمال کرنے ناگزیر ہوتے ہیں چنانچہ بھاؤ کا اتار چڑھاؤ کرنے والے بڑے بڑے گروہ بنائے جاتے ہیں۔ تھوڑے سرمائے سے زیادہ فائدہ کی امید دلا کر نئے لوگوں کو اپنے گروہ میں شامل کیا جاتا ہے اور طرح طرح کی غلط افواہیں پھیلانی جاتی ہیں۔

2: وعدہ بازار کی قیمتیں دلالوں کی خدمت کے معاوضہ اور سٹہ بازوں کے منافع سے متاثر ہو کر متعین ہوتی ہیں اس لئے یا تو مال پیدا کرنے والوں کو نقصان ہوتا ہے کہ ان کو اس قیمت سے کم قیمت ملتی ہے جو سٹہ بازوں اور دلالوں کی غیر موجودگی میں ملتی، یا مال کھپت کرنے والوں کو نقصان ہوتا ہے۔ کہ ان کو اس قیمت سے زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے جو وہ سٹہ بازوں اور دلالوں کی غیر موجودگی میں ادا کرتے

3: قومی خدمت کی بات اس بناء پر کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ سٹہ باز صحیح و غلط دونوں قسم کے اندازے لگاتے ہیں غلط اندازہ کی صورت میں قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کا مسئلہ نہایت سنگین بن جاتا اور حصص خریدنے والوں کو کافی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے یہ نقصانات مارکیٹ کے لئے اس قدر پریشان کن ثابت ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے بسا اوقات اسٹاک ایکسچینج کی راہ سے سٹہ بازی کو ختم کرنے کی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ مثلاً ۱۹۴۶ء اور اس سے کچھ پہلے کے انگلستان میں حصص کی خریداری کے لئے پوری قیمت کی نقد ادائیگی لازمی کر دی گئی تھی جب کہ پہلے اپنے دلال کی قیمت کا کچھ حصہ دے کر خریداری کی جاسکتی ہے اسی طرح ۱۹۶۹ء کے ہندوستان میں (اسٹاک ایکسچینج میں) وعدہ کی سودہ بازی پر پابندی لگا کر بحران دور کرنے کی کوشش ہو رہی ہے وغیرہ۔

اسلامی حکومت میں دو متبادل انتظام ہیں:-

3: اسلامی حکومت میں حصص کی خرید و فروخت کے دو متبادل انتظام ہیں۔

(الف) وہ جس میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں باقی رہتی ہیں۔

(ب) وہ جس میں کمپنیاں بڑے کاروبار کے لئے ختم کر دی جاتی ہیں۔

ترقی یافتہ ممالک کے لئے متبادل انتظام:-

1: جس انتظام میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں باقی رہتی ہیں وہ ترقی یافتہ ممالک کے لئے ہیں جنہوں نے انفرادی ملکیت کے باوجود خود کفیل ہو کر اپنے معاشی مسائل بڑی حد تک حل کر لئے ہیں جیسے امریکہ و برطانیہ وغیرہ۔

اس میں پیچیدگیوں اور خرابیوں کے دور کرنے کے بعد حصص کی خرید و فروخت کا سلسلہ جاری رہتا ہے چنانچہ جن راستوں سے پیچیدگیاں و

خرابیاں داخل ہوتی ہیں یہ ہیں:-

1: کمپنی کے نظام کا واسطہ درواسطہ ہونا۔

2: بار بار حصص کی منتقلی۔

3: حصص کی تقسیم میں جہالت۔

4: تمسکات کا اجراء۔ 5: دلالوں کا پیشہ ور درمیانی طبقہ۔

ان راستوں کے بند کرنے کی تدبیریں یہ ہیں:-

1: واسطوں کو کم کیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ شرکت و مضاربہ کی بنیادوں پر مشترکہ کمپنیوں کے لئے قواعد و ضوابط مقرر کئے جائیں جس میں کسی ایک مسلک کی پیروی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر فقہی مسلک اور اصول و کلیات سے استفادہ کی گنجائش ہے نیز اجتہاد کے ذریعہ قوانین وضع کرنے کی اجازت ہے۔

2: حصص کی منتقلی کا نظام ختم کیا جائے کہ اس کے بغیر دوسروں کو حق تلفی اور ان کے ساتھ ظلم و زیادتی سے نجات ملنی مشکل ہے۔ یہ منتقلی مشترکہ سرمایہ کی کمپنیوں کے لوازم میں سے نہیں ہے کہ اس کے بغیر شکل نہ پاسکیں یا ان کا چلنا ناممکن ہو جائے بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ کمپنی کے حصہ دار اپنے کو مستقل طور پر کمپنی سے وابستہ کر لیں خواہ انہیں فائدہ ہو یا نقصان جیسا کہ ”شرکت“ میں ہوتا ہے۔

3: تقسیم کی جہالت دور کی جائے اسی طرح کے بڑے حصوں کو محدود سے محدود کر دیا جائے اور مختلف قسم کے حصے بند کر کے زیادہ مقدار میں ایک قسم کے چھوٹے حصے جاری کئے جائیں تاکہ عوام کو زیادہ فائدہ پہنچ سکے۔

4: تمسکات کا اجراء بند کر دیا جائے کہ اس کے بغیر ادھار اور سود کا سلسلہ نہ ختم ہو سکے گا اس کے بجائے کاروباری اغراض کے لئے حکومت سرکاری خزانہ سے لوگوں کو قرض دے تاکہ وہ کمپنی کے کاروبار میں شرکت کر کے حصے خرید سکیں حکومت مقرر کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق اسی قرض کے نفع و نقصان دونوں میں کمی و بیشی کے ساتھ تقسیم کر کے شریک ہو سکتی ہے۔

5: دلالوں کا پیشہ ور درمیانی طبقہ ختم کیا جائے اگر کاروبار چلانے کے لئے کچھ مشیر کاروں کی ضرورت ہو تو ان کو قانونی و اخلاقی ضابطوں کا زیادہ سے زیادہ پابند بنایا جائے۔

ان اصلاحات کے نافذ کرنے میں ابتدا دشواری ہوگی لیکن رفتہ رفتہ دشواری پر قابو پا کر معاشرتی زندگی کا نقشہ بدلا جاسکتا ہے جیسا کہ ہر اصلاحی و انقلابی تحریک میں ابتدا دشواری ہوتی ہے لیکن بعد میں راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔

غیر ترقی یافتہ ممالک کے لئے متبادل انتظام:-

2: جس انتظام میں مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں بڑے کاروبار کے لئے ختم کر دی جاتی ہیں وہ غیر ترقی یافتہ ممالک کے لئے ہیں جن میں اب تک نہ معاشی مسائل حل ہوئے ہیں اور نہ وہ اپنی ضروریات پوری کرنے میں خود کفیل ہوئے ہیں اس میں کمپنی کے ختم ہونے کے بعد

اگرچہ اونچے پیمانہ پر حصص کی خرید و فروخت کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے لیکن چھوٹے کاروبار کے لئے کمپنیوں کے ساتھ حصص کی خرید و فروخت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اسلامی حکومت میں مسئلہ ملکیت کی کوئی اہمیت نہیں ہے:-

بد قسمتی سے ذرائع پیداوار کی تنظیم میں سب سے زیادہ اہمیت مسئلہ ملکیت کو دیدی گئی ہے جس کے غلط تصور نے ہمیشہ انسانیت کو سوزناکج پیدا کئے ہیں اور آج بھی اس کی وجہ سے بہت سے ممالک میں ایک طرف بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے دولت و سامان عیش کے ناقابل تصور فراوانی ہے تو دوسری طرف محنت و مشقت کے باوجود ذلت و کبت کی موت ہے یا ایک طرف ذرائع پیداوار پر چند افراد کا قبضہ ہے تو دوسری طرف ملک اس قدر محتاج ہے کہ معمولی معمولی چیزیں بھی اس میں تیار نہیں ہوتیں بلکہ باہر سے درآمد ہوتی ہیں ایسی حالت میں کم از کم ”اسلام“ سے تو اس بات کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ مقصد (معاشی بد حالی دور کر کے خود کفیل ہونا) کو نظر انداز کر کے ملکیت کی بحثوں میں الجھے گا یا اپنے انتظام کو کسی ایک تنظیم (انفرادی یا اجتماعی) میں محدود کر کے ”تنگی“ پیدا کرے گا۔

مقصد کے پیش نظر ذرائع پیداوار تین حصوں میں تقسیم ہوں گے:-

چنانچہ مقاصد کے پیش نظر اسلامی حکومت میں انفرادی و اجتماعی ملکیت دونوں کی اجازت ہوگی اور سر دست حالات کے لحاظ سے ذرائع پیداوار درج ذیل حصوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے،

1: وہ جن پر اجتماعی ملکیت ہوگی یعنی حکومت براہ راست انتظام کرے گی۔

2: وہ جن پر بتدریج اجتماعی ملکیت ہوگی۔

3: وہ جن پر انفرادی ملکیت ہوگی ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہیں۔

پہلے حصے کی تفصیل:-

1: پہلے حصے میں نامزد کردہ بنیادی صنعتیں اور مثلاً درج ذیل چیزیں شامل ہوں گی۔

(الف) فولاد و لوہا:- اس میں کان، مشینی اوزار اور ڈھالنے کے لئے بڑی بڑی مشینیں سب شامل ہوں گے۔

(ب) اسلحہ جات:- اس میں دفاع سے متعلق صنعتیں شامل ہیں۔

(ج) برقی پلانٹ:- اس میں بجلی پیدا کرنے کی طاقت اور اس سے متعلقہ صنعتیں شامل ہیں۔

(د) اٹامک انرجی:- (ایٹمی طاقت)

(ر) کوئلہ کی کان: تارکول، پٹرول اور گیس کی صنعت

(س) خام میکنیز

(ص) جواہرات: سونا چاندی، تانبا، جست اور سیسہ

(ط) ہوائی، بحری اور ریلوے ٹرانسپورٹ

(ع) ٹیلیفون، ٹیلیگراف اور وائرلیس

(ف) کپڑوں کے مل بڑے کارخانے اور ڈاکخانے

دوسرے حصوں کی تفصیل :-

2: دوسرے حصوں میں مثلاً یہ چیزیں شامل ہوں گی۔

(ب) کاکلہ سے کاربن بنانے کی صنعت

(الف) المونیم اور ٹین کی صنعت

(د) رنگ سازی و پلاسٹک کی چیزیں۔

(ج) چھوٹے اوزار کے لئے چھوٹی مشینیں،

(س) روڈ ٹرانسپورٹ

(ر) انگریزی دوائیں اور جراثیم کش دوائیں،

(ط) کاغذ کے کارخانے

(ص) سینٹ کے کارخانے

(ع) چائے کے باغات اور اس سے متعلقہ چیزیں۔ (ف) ان کے علاوہ اور چیزیں جو اس میں شامل ہونے کے لائق ہوں۔

تنظیمی تبدیلی سے مراد قومیانہ نہیں بلکہ اسلامیانہ :-

اسلامی حکومت میں انفرادی و اجتماعی بحثوں کے بجائے ملکیت کا صحیح تصور پیدا کیا جائے گا اور تعلیم و تربیت پر زیادہ زور دیا جائے گا۔

صحیح تصور یہ ہے کہ ہر شے کا حقیقی مالک اللہ ہے اور انسان بحیثیت امین اس پر قابض ہے یعنی ذرائع پیداوار افراد کے سپرد ہوں یا

جماعتوں کے ہوں ان سب کی حیثیت محض امین کی ہے۔ جس کو مالک کے مقرر کردہ قانون کے مطابق استعمال و انتفاع کا حق حاصل ہے

اور اسی وقت تک یہ حق حاصل رہے گا۔ جب تک وہ حصول مقصد (خلق خدا کی خوش حالی و فارغ البالی) میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں یا ایس

فضا پیدا کرنے میں مددگار بنیں جو عام مخلوق کی خوشحالی و ترقی کی ضامن ہو اسلام میں اس حق استعمال و انتفاع کو حق ملکیت سے تعبیر کیا گیا

ہے جیسا کہ آراضی کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کہتے ہیں۔ ”و حق الملک فی الادمی کونہ احق بالانتفاع من

غیرہ“ حق ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اپنے غیر کے مقابلے میں زیادہ انتفاع کا حق حاصل ہو۔ تعلیم و تربیت کے ذریعے اخلاقی فضا

اور قانون و اخلاق میں باہمی ربط پیدا کیا جائے گا کہ اس کے بغیر مذکور، تنظیمی تبدیلیوں کو نہ اسلامی قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ ان سے خاطر

خواہ نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے اگر محض تنظیمی تبدیلی کے ذریعہ معاشی مسائل مل بھی گئے تو اخلاقی اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے بہت سے

نفسیاتی مسائل اٹھ کھڑے ہوں گے جن پر قابو پانا سخت مشکل ہوگا۔ جیسا کہ بعض مسلم ممالک (مصر) وغیرہ میں یہی صورت حال درپیش

ہے۔ یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ مذکورہ تنظیمی تبدیلی سے میری مراد قومیانہ نہیں بلکہ اسلامیانہ ہے جس میں اللہ کے سامنے جواب دہی

کا تصور ابھرے گا اور حقوق سے زیادہ فرائض پر زور ہوگا۔ بتدریج اجتماعی ملکیت کا یہ مطلب ہے کہ حکومت ان کے لئے لائسنس جاری

کرے گی ان پر عمومی نگرانی قائم رکھے گی اور مدت معینہ کے بعد پیداوار اور انتظام کی جانچ کرتی رہے گی اگر پیداوار میں کمی یا انتظام میں خرابی ہوئی تو اپنے قبضہ میں لینے کی مجاز ہوگی۔

اسی طرح حکومت کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ ان چیزوں کو پرانے کاروبار انفرادی ملکیت میں رہنے دے لیکن نئے کاروبار کا انتظام خود کر لے یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ اشیاء کی مذکورہ فہرست نہ آخری ہے اور نہ کوئی دوسری فہرست کسی وقت آخری ہو سکتی ہے حالات کے لحاظ سے حکومت نئی فہرست بنانے اور پرانی فہرست میں رد بدل کرنے کا پورا اختیار رکھتی ہے اسی طرح چند معدنیات کو چھوڑ کر انفرادی کو اجتماعی اور اجتماعی کو انفرادی میں تبدیل کرنے کا بھی اختیار رکھتی ہے۔

تیسرے حصے کی تفصیل :-

3: تیسرے حصے میں چھوٹے پیمانے کی صنعتیں اور گھریلو صنعتیں شامل ہیں۔

(الف) چھوٹے پیمانہ کی صنعتوں کے لئے نجی و عوامی کمپنیاں قائم ہوں گی یا وہ انفرادی طور پر انجام پائیں گی ان کے لئے قواعد و ضوابط شریعت کی روشنی میں مقرر ہوں گی اور حکومت (بشرط مصلحت) ان کے لئے سرمایہ کی ایک حد مثلاً 10,20 لاکھ وغیرہ مقرر کرنے کی مجاز ہوگی۔ کہ اس کے بعد یہ انفرادی سے نکل کر اجتماعی میں آ سکتی ہے۔

(ب) گھریلو صنعتوں کے لئے سرمایہ کی حد بندی نہ ہوگی ان میں چونکہ گھر کے اکثر اوقات کام کرتے ہیں باہر کے مزدوروں سے کم کام لیا جاتا ہے اس بناء پر نہ اوقات کار کا تعین ہو پاتا ہے اور نہ کام کی باقاعدہ تنظیم ہوتی ہے حکومت چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے لئے قرض دے گی اور ہر طرح سے ان کی حوصلہ افزائی کرتی رہے گی۔

اسی طرح دوسرے اور تیسرے حصے سے (الف) میں حصص کی خرید و فروخت و مسابقت کا سلسلہ بھی جاری رہے گا غرض کہ اس طرح ایک طرف اجتماعیت کا تجربہ ہوگا تو دوسری طرف انفرادیت کو موقع ملتا رہے گا ان میں نہ کوئی آخری شکل ہوگی اور نہ کسی کو ذاتی و قار اقدار بڑھانے کے لئے باقی رکھا جائے گا کہ وہ تنہا یا جماعتی حیثیت سے سرچشمہ رزق پر قابض ہو کر اللہ کی مخلوق کو غلامی پر مجبور کر سکے۔

حضرت مولانا مفتی مجاہد الاسلام قاسمی صاحب اسٹاک ایکسچینج بازار میں خرید و فروخت کے لئے واسطہ بننے والے ”بروکر“ کی شرعی حیثیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: اس مسئلہ میں جملہ مقالہ نگار حضرات اس بات پر متفق ہے کہ اس کا حکم دلالی کا ہے اور دلالی بالاتفاق جائز ہے۔ لہذا جن شیر ذکی خرید و فروخت جائز ہے ان کی خرید و فروخت میں بروکر اور ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرنا بھی درست ہے اور جن شیر ذکی خرید و فروخت جائز نہیں ان کی خرید و فروخت میں بروکر اور ایجنٹ کی حیثیت سے کام کرنا بھی درست نہیں (اضافہ از ادارہ) تین چیزیں محبت بڑھانے کا ذریعہ ہیں۔ سلام میں پہل کرنا، دوسروں کے مجلس میں جگہ خالی کرنا اور مخاطب کو بہترین نام سے پکارنا۔ (حضرت عمر فاروق)